قرآن
اور
کلامی مقناطیسیت

قرآن اور کلامی مقناطیسیت

سید ریاض حسین شاہ

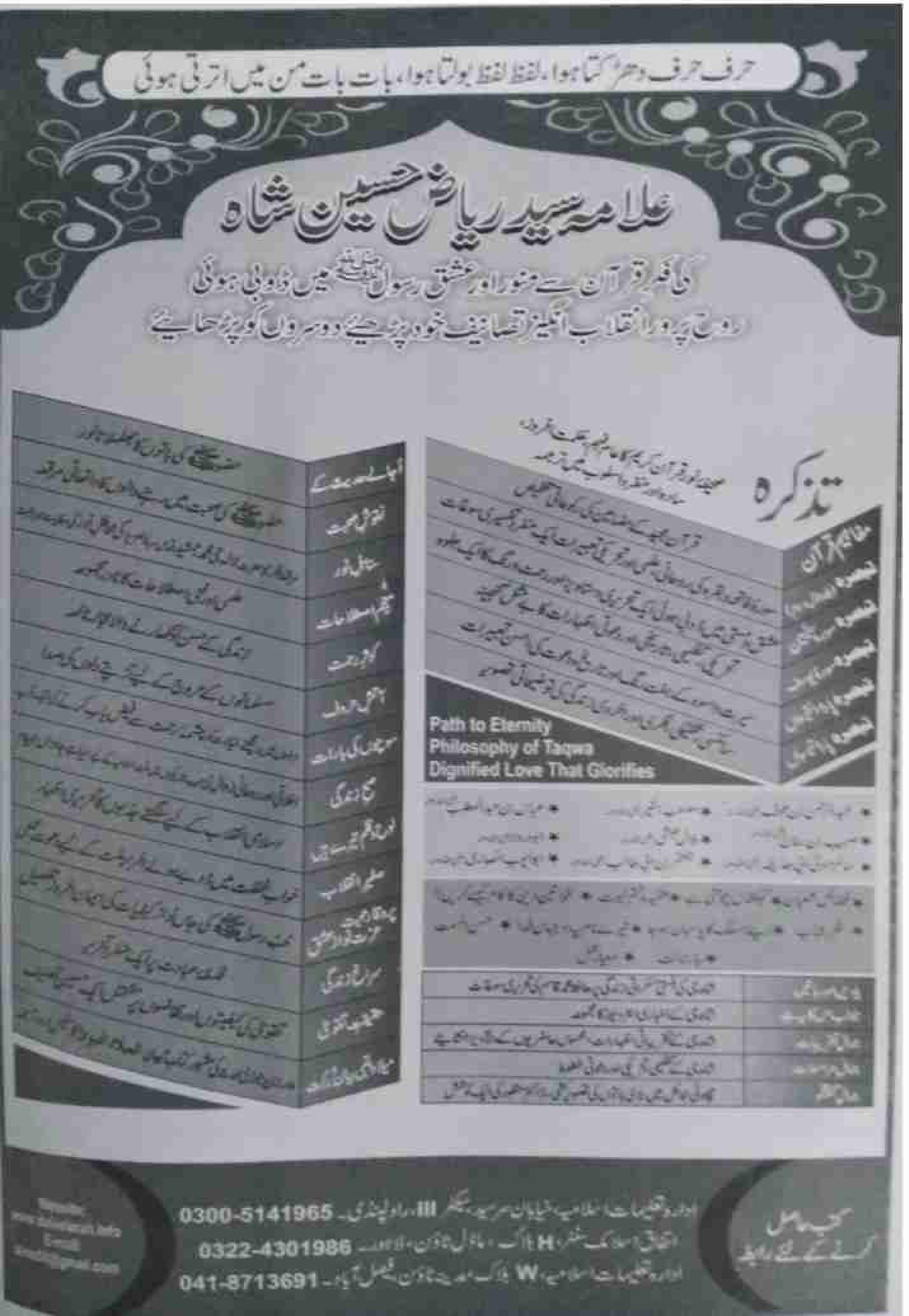
حرف حرف دھڑکتا ہوا، لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اترتی ہوئی
علامہ سید ریاض حسین شاہ
کا فہمِ قرآن سے منور اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی
روح پرور انقلاب انگیز تصانیف خود پڑھیے دوسروں کو پڑھائیے
تذکرہ
Path to Eternity
Philosophy of Taqwa
Dignified Love That Glorifies
کتب حاصل کرنے کے لئے رابطہ
ادارہ تعلیمات اسلامیہ، خیابان سر سید، سیکٹر III، راولپنڈی۔ 0300-5141965
اتفاق اسلامک سنٹر، H بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 0322-4301986
ادارہ تعلیمات اسلامیہ، W بلاک، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد۔ 041-8713691

قرآن اور کلامی مقناطیسیت

خطبات

(6)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اربابِ محبت!

قرآن اور اسلام روشنیاں بکھیرتے، دلوں میں آمادگی اور قبولیت پیدا کر رہے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے کریمانہ اخلاق اور نوازشوں سے لوگوں کی روحوں میں اتر رہے تھے۔ آپ جس طرف سے گزرتے پہاڑوں کی نوکیلی چٹانیں اور سنگریزے آپ پر درود و سلام بھیجتے۔ آپ کی شخصیت محبوبیت اور مقناطیسیت سے ہر ایک کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن مشرکین کب برداشت کر سکتے تھے کہ اسلام بت پرستی کے مسلک کو پاش پاش کر دے۔ ایک مرتبہ وہ سب لوگ ''دارالندوہ'' میں جمع ہوئے اور سوچا کہ اسلام کے اثر کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا ہمیں ایک ہی بات پر متفق ہونا چاہیے، ہمارے مختارات کلامی زیر و زبر کا شکار نہیں ہونے چاہییں۔ تجاویز کا تبادلہ جب شروع ہوا تو بعض نے کہا کہ قرآن کو کہانت سے تعبیر کیا جائے اور خاتم النبیین ﷺ کو کاہن کہہ دیا جائے، اس سے آپ کی شخصیت کا اثر ختم ہو جائے گا۔

ولید بن مغیرہ نے کہا:

''بخدا وہ کاہن نہیں'' کاہنوں کے بے ربط جملے اور بے جوڑ فقرے میں نے بارہا سنے ہیں، قرآن سے بھلا کہانت کی کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ جب بات ٹھکانے پر نہ آ سکی تو بعض لوگ بولے: انہیں مجنون کہہ دیا جائے۔

ولید سے پھر نہ رہا گیا اور اس نے تردیداً کہہ دیا:

''تم نے ایسی بیہودہ بات کی ہے کہ لوگ مذاق اڑائیں

گے اور اس سے منکرین خفّت اٹھائیں گے''۔

بات ابھی ادھر ہی پہنچی تھی کہ ایک التہابی رنگ کا مغرور شخص اٹھا اور کہہ دیا: ''وہ شاعر ہیں شاعر'' ولید گویا ہوا:

''کیا تم شعر کی تمام اصناف سے واقف ہو؟ قرآن ایسا کلام ہے جس پر شاعری کی کسی ایک صنف کا بھی اطلاق نہیں ہوسکتا''۔

پسپائی کے لہجے میں کچھ لوگ اجتماعی رائے لائے۔ بحث ختم کر دی جائے اور انہیں ''ساحر'' کہنے پر اتفاق کرلیا جائے۔

ولید نے کہا:

''تم سب سمجھو گے کہ میں ہر دلیل کو توڑ دیتا ہوں لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا''۔

''اب تک جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے اس میں کوئی لفظ بھی محمد ﷺ کے لائق حال نہیں ہوسکتا''۔

''جادوگروں کی غلیظ اور گندی زندگی مکارمِ اخلاق کے اس حسین وجمیل پیکر سے بھلا کیا نسبت رکھ سکتی ہے''۔

ولید محفل سے یہ کہہ کر اُٹھ گیا:

وَ اِنَّ لَهُ لَحَلَاوَةً

وَ اِنَّ عَلَيهِ لَطَلَاوَة

وَ اِنَّ اَعْلَاهُ لَمُثْمِر

وَ اِنَّ اَسْفَلَه لَمُغْدَق

وَ اِنَّهُ لَيَعْلُوْا

وَ لَا يُعْلٰى عَلَيه

بخدا اس کے کلام میں بڑی مٹھاس ہے حلفاً کہنے لگا ہوں:

"یہ کلام محفوظ ہے اور اس کا لہجہ تبسمی ہے اس کی شاخیں ثمر بار ہیں اور اس کی جڑیں گہری اور رس بھری ہیں اور بے شک یہ کلام غالب آ جاتا ہے اور اس پر کوئی کلام غالب نہیں آ سکتا"۔

ولید نے اپنے تاثرات کا رنگ محفل میں چھوڑا اور قدرے افسردہ اٹھ کر گھر چلا گیا۔ مجمع میں شور اُٹھا کہ ولید صابی ہو گیا ہے۔

ابو جہل کہنے لگا: "ٹھہرو" یہ مشکل میں حل کیے دیتا ہوں۔۔۔"

ماتمی سی شکل بنائی اور ابو جہل ولید کے گھر جا پہنچا۔

ولید نے مرحبا کہتے ہوئے ابو جہل سے کہا شکل کیوں بنائی ہے؟

ابو جہل بولا: "ماتم اور صدمے کے بغیر چارہ بھی کیا ہے آج قریش کے لوگ گھر گھر تیرے لیے چندہ جمع کر رہے ہیں

اور کہہ رہے ہیں: "ولید بھوکا ہو گیا ہے" اسی لیے تو اس کی رغبتوں کا مرکز محمد ﷺ ہو گئے ہیں۔

ولید چیخا اور قدرے مشتعل ہو کر کہنے لگا:

لات اور عزیٰ کی قسم!

"میرے جیسا رئیس محمد ﷺ کے ٹکڑوں کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا"۔

لیکن ابو جہل غور سے سنو کہ عقل کی بات یہی ہے کہ وہ خود دلوں میں کھبنے والی شخصیت کا مالک ہے اور اس کا پیش کردہ کلام "بالا و اعلیٰ" ہے

اور "تم لوگ سراسر غلط ہو"

بات حقیقی یہی ہے لیکن میں تمہارے ساتھ ہم زباں ہو کر اسے "ساحر" مان لیتا ہوں۔

سامعین!

غور کریں ایمان تو اسے نصیب نہ ہوا لیکن قرآن کی جو تعریف اس نے کی اس کا ایک ایک حرف آج بھی داد چاہتا ہے اور الفاظ کی برجستگی حضور ﷺ کا مقام سیرت بے حجاب کر کے آپ

کی شخصیت کا ''حسن'' آشکار کر رہی ہے۔

حلاوت کیا ہے؟

عربی زبان میں ''الحلو'' پیش کے ساتھ مٹھاس کا معنیٰ رکھتا ہے اور یہ تلخ ہونے کی ضد ہے اگر اس لفظ کو ''حَلو'' فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر یہ مادہ میں مبالغہ کا معنیٰ دیتا ہے، یعنی میٹھا ہونا ہر حد سے ماوریٰ ہے۔ کہتے ہیں ''حلی العنین'' وہ شخص ہوتا ہے جس کی محبوبیت کو اس کی آنکھیں مدحت و مدح سے بے نیاز کر دیں اور وہ ہر دل میں کھب جائے۔ اصمعی نے لکھا کہ ''حلو'' کا معنیٰ شخصیت میں ان اسباب کا موجود ہونا ہوتا ہے جن سے کوئی شخصیت دل میں اتر جائے۔ اورنگ زیب عالمگیر اچھی تحریر کے لیے یہ لفظ لایا کرتے تھے۔ زبیدی حنفی نے لکھا کہ میٹھے پھل کو ''حلوہ'' کہہ دیتے ہیں۔ کلام میں اگر تمام محاسن موجود ہوں تو اُسے حلاوہ سے تعبیر کر دیتے ہیں، ایسا کلام اور فصیح شخص جس کے محاسن کی اجرت نہ دی جا سکے۔ ایک حدیث میں ''حلوان'' اجرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اگر یہ ''حلی'' کے مادہ میں مخلوط ہو جائے تو پھر زیبائی معنیٰ دے گا۔ ایک لفظ میں قرآن کی جو صفات سمجھ آئیں وہ یہ ہو سکتی ہیں:

(1) کلام معجز کا بے مثال ہونا

(2) کلام میں بلاغت کا اتم ہونا

(3) کلام کا میٹھا ہونا

(4) کلام میں حشو نہ ہونا

(5) کلام کا مؤثر ہونا

(6) کلام کا تعریف سے بے نیاز ہونا

(7) کلام میں تمام ادبی محاسن کا موجود ہونا

(8) کلام میں مٹھاس اور شیرینی کا موجود ہونا

(9) کلام میں زیبائی اور حسن کا پایا جانا

(10) کلام میں تصنع نہ ہونا

(11) اور کلام کا ظاہری اور باطنی لحاظ سے جاذبیت رکھنا

طلاوت کیا ہے؟

طلاوت اس تازگی کو کہتے ہیں جو شبنم کے اترنے سے پھول کی پتیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ طلال کا دوسرا معنیٰ شرف اور بلندی ہوتا ہے۔ طلّ قرآن مجید نے شبنم کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے۔ ''طلا'' کا ایک مفہوم کشتی کے پھٹوں کو تیل وغیرہ کے ذریعہ پانی کی مار سے بچانا بھی ہوتا ہے۔ پھل کا چھلکا بھی ''طل'' ہوتا ہے۔ دانتوں پر مسواک استعمال کر کے، انہیں مضر اثرات اور کیڑے سے بچانا ''طلیَ'' ہوگا۔

ولید بن مغیرہ اسلام اس کا مقدر نہ بن سکا لیکن وہ قرآن کے اندر معنوی صفات کو پا گیا۔ دنیاوی غرور اس کو لے بیٹھا اس کا یہ جملہ کہ قرآن ایسا کلام ہے جس پر طلاوت ہے یہ مفہوم رکھتا ہے:

(1) قرآن حکیم کے مضامین، اس کی ترکیبیں اور اس کی معنویت تازگی رکھتی ہے گویا قرآن حکیم جو کچھ بیان کرتا ہے وہ پُر بہار ہے اس کے سدا بہار لہجے دلوں میں اترتے ہیں اور ذہنوں کو مسخر کر لیتے ہیں۔

(2) طلاوت لفظ میں اس طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ یہ کلام محفوظ ہے کسی بد اندیش کی سرکشی اور منفی کوشش قرآن مجید کی ظاہریت اور باطنیت کو عیب دار نہیں کر سکتی کوئی فرد یا جماعت قرآنی آیات کی شمعوں کو بجھا نہیں سکتی بلاشبہ اللہ نے اس کتاب کو محفوظ بنا دیا ہے۔

(3) تیسرا اشارہ طلاوت میں یہ ہے کہ کلام خود بھی بلند ہے اور جو اس کی تعلیمات کو مشعل راہ بنا لیتا ہے قرآن اس کو بھی بلندی بخشتا ہے۔

(4) قرآن کا اسلوب شبنمی ہے اس لیے کہ حروف جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لبوں کے لمس سے خوشبو پا لیتے ہیں تو صاحبِ کلام کا عشق اس کے اندر مخفی خوشبوؤں کو آشکار کر دیتا ہے۔

(5) ائمہ لغت نے لکھا کہ ''طلو'' اور ''طل'' میں معنوی مقاربت ہے۔ مادہ اگرچہ الگ الگ ہے لیکن معنویت کی گہرائی یکساں ہے۔

(6) قرآن مجید اداسیوں اور غموں کے ماحول سے نکالتا ہے۔ سرور اور خوشی اپنے قاری کو عطا کرتا ہے ہلکی بارش جیسے فصلیں اگاتی ہے ایسے ہی قرآن مجید کی دعوتیں صلاحیتیں عطا کرتی ہیں۔

اظہار کا تعمق

قرآن مجید کا تعمق علام و معارف کے خزانے اپنے قاری کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ یہ ایک درخت کی مانند ہے اس کی طرف جتنے آگے بڑھو درخت کی شاخوں کی طرح یہ پھلوں کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور اس درخت کی جڑیں گہری ہیں سدا بہار ہونے کا اعجاز رکھتی ہیں۔ اس کلام کو جہاں پڑھا جائے یہ غالب آنے کی تاریخ رکھتا ہے کوئی جتنا بھی کوشاں ہو قرآن کے معجزات کو شکست نہیں دے سکتا۔

سامعین! مسلمانوں کو قرآن مجید سے تعلق مضبوط بنانا چاہیے اور محسوس کرنا چاہیے کہ اس وقت تاریخ کے خیابانوں میں درندے چھائے ہوئے ہیں جو چھانٹ چھانٹ کر اہل محبت کا خون پی رہے ہیں اور مسلمان خود اپنے چمن کو تاراج کرنے پر تلے ہوئے ہیں:

استغاثہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے:

تیرے پیام کی مشعل جلے تو کیسے جلے !
تیرا نظامِ مقدس چلے تو کیسے چلے
عذاب ٹوٹ پڑا ہے ، ٹلے تو کیسے ٹلے

حضور! ہزار زخموں کی ٹیسوں سے دل تپیدہ ہے۔

بقول نعیم صدیقی:

ستم کشیدہ ملت !! الم رسیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ صراطِ حق پر چلنا آسان فرمائے۔